دورہ کینیڈا۔الزراع کی لطیف تشریح اور دعوت الی اللہ کی تلقین

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ /نومبر ۱۹۸۷ء بمقام کیلگری، کینیڈا)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کی:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ۠ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ

(الفتح: ۳۰)

اور فرمایا:

قرآن کریم کی جس آیت کی میں نے تلاوت کی ہے اس میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کی بعض صفات بیان فرمائی گئیں ہیں لیکن دو مختلف حوالوں سے۔ایک تورات کے حوالے سے اور ایک انجیل کے حوالے سے اور اگرچہ حضرت محمد مصطفی ﷺ اور آپ کے صحابہ ہی کا ذکر ہے مگر دونوں صفات مختلف ہیں یعنی انجیل کے حوالے کی صفات تورات کے حوالے کی صفات سے مختلف ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ دو مختلف قوموں کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے۔

تورات نے جو یہ نقشہ کھینچا ہے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کا اس میں شوکت

اور جلال پایا جاتا ہے قوت ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ کہ محمد مصطفی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھو کس شان کے لوگ ہیں کتنے دشمنوں کے مقابل پر سخت اور توانا اور قوی ہیں۔ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ لیکن آپس میں بہت محبت کرنے والے اور بہت رحم کرنے والے۔ تَرٰىہُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا کامل طور پر اللہ پر بھروسہ کرنے والے ان کو خدا کے حضور تم رکوع اور سجدے میں پڑے ہوئے دیکھو گے اور خدا ہی سے یہ فضل چاہتے ہیں اور اسی سے رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ سِیْمَاہُمْ فِیْ وُجُوْہِہِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ اور ان کے چہروں ان کی پیشانیوں پر ان کے سجدوں کے نتیجے میں بعض پاکیزہ علامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

یہ ہے تورات کا نقشہ اور اس کے ساتھ ہی فرمایا مَثَلُہُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ انجیل میں ان لوگوں کی مثال اور طریق سے دی گئی ہے کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔہٗ ایک ایسی کونپل کی طرح، نرم نازک کونپل جو اپنی روئیدگی کو زمین سے نکالے فَاٰزَرَہٗ پھر اسے ذرا مضبوط کرے فَاسْتَغْلَظَ اور پھر وہ کونپل پھوٹ کر شاخ بنے اور شاخ مضبوط ہونی شروع ہو جائے فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ اور سُوْقِہٖ سے مراد وہ ڈنڈی ہے جو جب پودا بڑا ہو جاتا ہے تو ڈنڈی بن جاتا ہے۔ تو وہ ڈنڈی مضبوط اور توانا ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے گویا خود اپنے ہی سہارے زندہ رہنے کی استطاعت اختیار کر لے اور اس کو غیر کے سہارے کی محتاجی نہ رہے۔ ان معنوں میں جب فصل مضبوط ہو کر بڑی ہو جاتی ہے تو پھر اگر زمیندار کی طرف سے کچھ کمزوری بھی ہو جائے تب بھی وہ قائم رہتی ہے اور تب بھی وہ اپنا پھل دے دیا کرتی ہے تو ایسی صورت کو فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ کہا جاتا ہے یہ نقشہ نرمی اور ملائمت کا نقشہ ہے اور پہلے نقشے سے مختلف ہے۔ پہلے نقشے میں دشمن کے مقابل پر سخت قرار دیا گیا اور دشمن کے حال کا ذکر نہیں فرمایا گیا کیونکہ طاقتور کے مقابل پر دشمن کو کم غصہ آتا ہے۔ دوسرے نقشے میں ایک کمزور کونپل کے طور پر دکھایا گیا جس کا زندہ رہنا بھی ایک سوالیہ نشان کی صورت میں تھا ایک نرم و نازک کونپل جو زمین سے پھوٹ رہی ہے پتا نہیں وہ باقی بھی رہتی ہے کہ نہیں اور اس کی کمزوری کے مقابل پر دشمن کو اس پر غصہ بہت آتا ہے یعنی جو پہلا نقشہ ہے اس میں طاقت اور شوکت ہے لیکن دشمن کے غصے کا ذکر نہیں۔ دوسرے نقشے میں نرمی اور کمزوری ہے اور وہ رفتہ

رفتہ وہ کمزوری اور نرمی طاقت میں تبدیل ہو رہی ہے لیکن ایسی طاقت نہیں جس میں غیر معمولی دفاعی طاقتیں پائی جائیں بلکہ اپنی ذات میں ایک طاقت ہے جو رفتہ رفتہ ترقی پذیر ہے لیکن اس کے باوجود ایک فصل کی ڈنڈی خواہ کتنی بھی مضبوط ہو جائے اس کو دشمن کے مقابل پر کوئی بھی حیثیت نہیں ہوا کرتی۔اسی لئے ساتھ ہی فرمایا یُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ جو زمیندار ہیں اس کے کاشت کرنے والے وہ تو اس صورت کو دیکھ کر بہت خوش ہو رہے ہیں لیکن ان کے دشمن جو کفار ہیں ان کو یہ حالت دیکھ کر بہت ہی غصہ آتا ہے اور جتنا جتنا وہ فصل بڑھتی چلی جاتی ہے اتنا دشمن کا غصہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔

اب یہ دو نقشے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مختلف ہیں لیکن جن لوگوں پر یہ حالات وارد ہونے والے ہیں ان کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کا ساتھی قرار دیا گیا اور کسی تیسرے کا ذکر کوئی نہیں۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیۡنَ مَعَہٗۤ محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کے یہ دو نقشے ہیں۔اس مسئلے سے پردہ اس وقت اٹھتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پہلا حوالہ تورات کا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا پہلا جلوہ مثیل موسیٰ کے طور پر تھا اس لئے لازماً پہلے دور کے ساتھیوں کا پہلے ذکر ہے اور دوسرا حوالہ انجیل کا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا دوسرا جلوہ مسیحیت کی طرح نرم شان والا جلوہ ہے جس کو احمد نام کے جلوے سے موسوم کیا جاتا ہے۔تو صاف پتہ چلا کہ تاریخ اسلام کے دو مختلف ادوار کا ذکر ہے لیکن جن لوگوں کا ذکر ہے وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ہی ساتھی ہوں گے کسی اور کے ساتھی نہیں۔

اس سے ایک مزید مسئلہ حل ہوا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک نئی نبوت کا نعوذ باللہ آغاز کیا اور ایک نئی امت بنالی، یہ بالکل جھوٹ اور بے بنیاد الزام ہے۔ قرآن کریم کی رُو سے آنحضرت ﷺ کی دوسری شان میں جو لوگ بھی ہوں گے وہ بلا واسطہ آنحضرت ﷺ ہی کے ساتھی قرار دیئے گئے ہیں۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی آمد تو ساتھی بنانے کا ایک ذریعہ ہے لیکن ساتھی محمد رسول اللہ ﷺ کے ہی بنتے ہیں۔اس پہلو سے جماعت احمدیہ کا جو مقام ہے وہ عام دوسرے تمام فرقوں اور دوسرے تمام مذاہب سے بالکل مختلف ہو جاتا ہے، بلند تر ہو جاتا ہے، ایک امتیاز اختیار کر جاتا ہے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کے ساتھی قرار دے دینا کسی جماعت کو اس سے بڑا اعزاز ممکن ہی نہیں ہے۔ چنانچہ اس پہلو سے جماعت احمدیہ کو

اپنے حالات کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور اپنے مقام کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور اس مقام سے جو توقعات وابستہ ہیں ان کے اوپر نظر رکھنی چاہئے کہ وہ کیا توقعات ہیں۔

دوسرا پہلو جو ان آیات میں بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ فرما کر یہ بتایا کہ اس روحانی فصل کو کاشت کرنے والا ایک ہاتھ نہیں ہے بلکہ بہت سے ہاتھ ہیں کیونکہ زارع نہیں فرمایا الزُّرَّاعَ فرمایا جو جمع ہے۔ عام طور پر بعض احمدی جو پوری طرح قرآن کریم کا ترجمہ نہیں سمجھتے وہ بھی یہ خیال کرتے ہیں کہ الزُّرَّاعَ سے مراد خدا تعالیٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے وہ کھیتی لگائی اور خدا تعالیٰ کو اس کی نشوونما پسند آ رہی ہے جبکہ دشمن اس سے جل رہے ہیں۔ یہ تصور ہے جو عام طور پر لوگوں کے ذہن میں ہے لیکن امر واقع یہ ہے کہ یہاں الزُّرَّاعَ سے مراد ساری جماعت احمدیہ ہے جس طرح مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ میں پہلے دور کے اندر سارے صحابہ شامل ہو گئے تھے اسی طرح دوسرے دور میں ساری جماعت مراد ہے لیکن یہاں ان کا نام الزُّرَّاعَ رکھا گیا، کھیتی لگانے والے اور کھیتی کاشت کرنے والے اور ان میں سے ہر ایک کی کھیتی الگ الگ طور پر کونپل نکال رہی ہے ان میں سے ہر ایک کی کونپل جو زمین سے پھوٹ رہی ہے وہ تناور ہوتی چلی جارہی ہے اور ایک مضبوط شاخ بن رہی ہے۔

شاخ کا لفظ میں اس لئے استعمال کر رہا ہوں کہ جس قسم کی فصلوں کا ذکر ہے اس کے لئے تنے کا لفظ استعمال نہیں ہو سکتا مگر مراد یہی ہے جو درمیانی مرکزی ڈنڈی گندم کی یا چاولوں وغیرہ کی ہوتی ہے۔ یہاں وہی مراد ہے سوق سے مراد وہ ڈنڈی ہے جو عام کھیتیوں کی مرکزی ڈنڈی ہوا کرتی ہے۔

بہر حال اس تشریح کے ساتھ میں اس مضمون کو دوبارشروع کرتا ہوں کہ یہاں الزُّرَّاعَ سے مراد چند لوگ نہیں ہیں جنہوں نے کھیتی کاشت کی ہے جس طرح پہلے دور میں آنحضور ﷺ کے تمام غلام تمام صحابہ اس تعریف میں داخل کر دیئے گئے اسی طرح لفظ الزُّرَّاعَ نے اسی مضمون کو دوبارہ بیان کیا ہے اور ساری جماعت پر اطلاق پاتا ہے۔ اس بات کو بھلا دینے کی وجہ سے ہم نے بہت نقصان اٹھایا ہے۔ اس بات کو بھلا دینے کی وجہ سے ہر احمدی کو یہ پتا ہی نہیں کہ قرآن کریم میں میرا کیا مقام بیان ہوا ہے۔ ہر احمدی سے جب میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ تبلیغ کرے اور خدا کی راہ میں ایک کھیتی اگائے اور روحانی اولاد پیدا کرے تو لوگ سمجھتے ہیں شاید اس کو اپنا ذاتی جنون ہی ہو گیا ہے، بار بار

یہ ذکر کرتا ہے اور اس ذکر کو چھوڑتا نہیں حالانکہ قرآن کریم کی رُو سے ہر شخص پر تبلیغ فرض نہیں ہے لیکن اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھی بننا ہے تو پھر ضرور فرض ہے پھر ہر شخص پر فرض ہے کیونکہ قرآن کریم نے تعریف ہی یہ بیان فرمائی کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے وہ ساتھی جو دورِ آخر میں پیدا ہوں گے ان کی یہ مثال انجیل میں بیان بھی ہوئی ہے، پیشگوئی کے طور پر اور وہی ساتھی شمار ہوں گے جو خدا کی راہ میں کھیتی اگائیں گے اور پھر اس کی پرورش خود کریں گے یہاں تک کہ وہ کھیتی توانا ہو جائے۔

تو ہر جگہ ہر احمدی جو دعوت الی اللہ کا کام کرتا ہے اس کا قرآن کریم میں ذکر موجود ہے اور انہیں آیات میں اس کا ذکر موجود ہے اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل کا ذکر موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کھیتی کو توانائی بخشے گا اور اسے مضبوط تر کرتا چلا جائے گا یہاں تک کہ کھیتی لگانے والے یا بیج بونے والے کا دل تر و تازہ ہو جائے گا اس نظارے کو دیکھ کر اور اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی یُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ کا یہ مطلب ہے اور جوں جوں مومنوں کے دل اس وجہ سے ٹھنڈے ہوں گے کہ خدا تعالیٰ نے ان کی محنتوں کو عظیم الشان پھل لگایا اسی طرح ساتھ ساتھ دشمنوں کا غیظ و غضب بڑھتا چلا جائے گا۔ اب یہاں غیظ و غضب کا بڑھنا لازماً ڈرانے کے لئے نہیں ہے۔ جب یہ فرما دیا کہ وہ اپنی مرکزی شاخ پر یا اپنی ڈنڈی پر مضبوط اور توانا ہو گئی اور مومنوں کے دل ٹھنڈے ہو گئے تو صاف پتا چلا کہ اس کھیتی کو خطرہ کوئی نہیں اس لئے لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ کا جو مضمون بیان فرمایا گیا ہے وہ خوف دلانے کے لئے نہیں ہے بلکہ علامت کے طور پر ہے کہ جتنا دشمن تم سے زیادہ جلے، زیادہ غیظ و غضب دکھائے اتنا ہی تمہاری کامیابی کا سرٹیفکیٹ ہے، اتنا ہی تمہیں مطمئن کرنے والی بات ہے کہ تم خدا کے فضل سے صحیح رستے پر ہو۔ تمہاری ترقی کے ساتھ دشمن کا غضب اس طرح باندھ دیا گیا ہے کہ ترقی کے ساتھ ساتھ وہ غضب بھی بڑھتا چلا جائے گا۔

اس لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ دشمن کے غضب کو ٹھنڈا کر سکے۔ آپ جو چاہیں کریں اگر قرآن کریم کی تعریف کی رُو سے آپ محمد رسول کریم ﷺ کے ساتھی بنتے ہیں تو آپ کو لازماً خدا کی راہ میں ایک کھیتی اگانی ہوگی اور نئے نئے روحانی بچے پیدا کرنے ہوں گے اور جب آپ یہ کریں گے تو قرآن کہتا ہے کہ لازماً دشمن غصہ کھائے گا اور خدا کی راہ میں کام کرنے کے نتیجے میں دین کی خدمت کے نتیجے میں جو دشمن کو غصہ پیدا ہوتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ بچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس

سے حفاظت بخشتا ہے۔

یہ وہ مضمون ہے جو قرآن کریم میں جماعت احمدیہ کے متعلق بیان ہوا اور یہی مضمون ہے جو بار بار میں خطبوں میں یاد کراتا ہوں لیکن یہ جو مثال ہے زمیندار کی اس پر میں نے جتنا غور کیا ہے اتنا ہی میں حیرت میں ڈوب جاتا ہوں کہ اس میں اتنے تفصیلی مضامین بیان ہوئے ہیں کہ ان پر جتنا بھی آدمی غور کرے نئے نئے مضامین اس پر کھلتے چلے جاتے ہیں۔نئی نئی تبلیغ کی راہیں اس پر روشن ہوتی چلی جاتی ہیں اور پھر جو تجربہ مجھے ہو رہا ہے اس تجربے کی رُو سے بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت ایک حیرت انگیز مضامین کا خزانہ اپنے اندر رکھتی ہے۔کھیتیوں کے متعلق اکثر زمیندار جانتے ہیں کہ جب وہ زمین کے اوپر محنت کرتے ہیں بیج ڈالتے ہیں ہل چلاتے ہیں پانی دیتے ہیں تو سب زمینیں ایک طرح ردّعمل نہیں دکھاتیں۔بعض زمینیں اس محنت کو قبول کرتی ہیں اور جلدی پھل اگاتی ہیں۔بعض زمینیں اس محنت کو قبول نہیں کرتیں پھر بعض کھیتوں کے بعض حصے محنت کو زیادہ قبول کرتے ہیں اور بعض دوسرے حصے قبول نہیں کرتے۔

تو ایک پہلو سے یہ مثال ساری جماعت پر اطلاق پاتی ہے اور ایک پہلو سے یہ ہر اس شخص پر اطلاق پاتی ہے جو دوسروں کو اس کھیتی لگانے کی طرف متوجہ کرتا ہے۔اس نسبت سے جماعت کھیتی بن جائے گی اور خلیفہ وقت وہ زمیندار ہوگا جو کھیتی لگانے کی کوشش کر رہا ہے اس کی نصیحتیں جو جماعت کو کی جاتی ہیں وہ بیج بن جائے گا اور جماعت جو ردعمل دکھاتی ہے وہ زمین کا ردّعمل ہے جو بیج اور محنت کے نتیجے میں زمین دکھایا کرتی ہے۔تو اس مثال کو الٹائیں پلٹائیں مختلف زاویوں سے دیکھیں تو کئی قسم کے نئے نئے نظارے سامنے آتے ہیں لیکن یہ مرکزی بات ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہئے کہ اس مثال میں ہم سب کے لئے بہت سے سبق ہیں۔تبلیغ کے بے شمار مضامین اس چھوٹی سی آیت میں بیان ہو گئے ہیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تبلیغ کا کام لینے والوں میں خلیفہ وقت کے بعد تمام امرائے جماعت ہیں، تمام مربیان سلسلہ ہیں اس پہلو سے الزُّرَّاعَ وہ بن جائیں گے اور جماعت وہ کھیتی ہوگی جس کو وہ نصیحت کرتے ہیں جس سے چاہتے ہیں کہ وہ مضبوط ہو اور جلد جلد بڑھے اور توانا ہو جائے اور اپنی مرکزی ڈنڈی پر اس طرح اپنی ذات میں قائم ہو جائے کہ دشمن کی دشمنیوں سے بے نیاز ہو جائے اس پہلو سے یہ مثال خلیفہ وقت پر بھی صادق آتی اور اس کے ساتھ کام کرنے والے منتظمین

پر بھی صادق آتی ہے۔

اس پہلو سے جب میں غور کرتا ہوں تو مختلف جماعتوں کے مختلف ردّ عمل دکھائی دیتے ہیں اور مختلف جماعتوں میں پھر آگے مختلف ردّ عمل نظر آتے ہیں۔ اگر کینیڈا کو مثلاً ایک کھیت کے طور پر تصور کریں اور گزشتہ سارے خطبات جن میں تبلیغ کا ذکر کیا گیا ہے ان خطبات کے نتیجے میں جماعت کینیڈا کے ردعمل کو دیکھیں اور میرے ساتھ شامل ہونے والے دیگر نصیحت کرنے والوں کو اگر الزُّرَّاعَ میں داخل کر لیا جائے یعنی امیر ہے، مقامی امراء ہیں، سیکرٹریان تبلیغ ہیں وہ سارے محنت کر رہے ہیں اس لئے ہم سب پر جمع کا صیغہ آئے گا۔ اس پہلو سے ایک اور بات بھی ذہن میں آتی ہے کہ یہ آیت فصاحت و بلاغت کے درجہ کمال تک پہنچی ہوئی ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ ایک شخص کا ذکر فرمایا اور پھر وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ کہہ کہ اس مضمون کو پھیلا دیا کہ اس کے ساتھ اور بھی بہت سے ساتھی ہیں۔ اسی طرح الزُّرَّاعَ میں بھی ایک مرکزی نقطہ ہوگا جو سارے نظام زراعت کا انچارج ہوگا اور اس کے ساتھ پھر اور کام کرنے والے شامل ہوتے چلے جائیں گے اور ایک بڑی جماعت بن جائے گی۔ یہ مضمون ہے جو اس میں ساتھ بیان فرمایا گیا۔ یہاں مرکزی نقطہ سے مراد خلیفہ وقت نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور آپ کے ساتھ شامل ہونے والے خلفاء اور پھر ان کے ساتھ شامل ہونے والے دیگر ساتھی اور اس طرح یہ مضمون پھیلتا چلا جاتا ہے۔

اس پہلو سے جب میں غور کرتا ہوں تو بعض ممالک خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کوششوں کے نتیجے میں بہت ہی اچھا ردعمل دکھاتے ہیں۔ بعض زمینیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت جلد محنت کا بدلہ اُگلتی ہیں۔ بیج ان میں داخل کریں تو اسے بڑھا کر واپس کرتی ہیں، تھوڑی محنت کریں زیادہ پھل دیتی ہیں اور بعض زمینیں ہیں جو نسبتاً بہت زیادہ محنت چاہتی ہیں، بہت زیادہ توجہ چاہتی ہیں۔ چنانچہ بعض چھوٹے چھوٹے ممالک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ توفیق ملتی ہے کہ جب میں تحریک کرتا ہوں بڑی کثرت کے ساتھ اس کے نتیجے وہاں ظاہر ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ الزُّرَّاعَ جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے ان کی تعداد بھی بڑھتی چلی جارہی ہے۔ اپنے رقبے کے لحاظ سے چھوٹے، اپنی آبادی کے لحاظ سے چھوٹے، جماعت احمدیہ کے لحاظ سے چھوٹے لیکن کھیتیاں اگانے کے لحاظ سے بہت ہی زرخیز اور بہت ہی وسیع اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی

تیزی کے ساتھ ان میں روز بروز ترقی ہوتی چلی جارہی ہے۔ افریقہ کے بعض ممالک ہیں جن میں پہلے بہت سستی تھی گزشتہ چند سال سے میں ان سے یہ توقع رکھ رہا ہوں کہ اپنا دائرہ بڑھاؤ کھیتی لگانے والے زیادہ سے زیادہ تیار کرو اور اپنی جماعت کو بڑھاؤ یعنی حقیقی وہ جماعت جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے جو لازماً خدا کی راہ کچھ بیج لگاتے ہیں اور پھر ان کی پرورش کرتے ہیں، ان لوگوں کی تعداد میں اضافہ کرو۔ اس نصیحت کے نتیجے میں میں نے ان کے سامنے ایک کسوٹی رکھی اس کسوٹی کے اوپر اپنی کوششوں کو پرکھا کرو۔ وہ یہ تھی کہ آپ ہر سال دگنا ہونے کی کوشش کرو۔ اگر تمہاری کوششیں پچھلے سال سے دگنا پھل دیتی ہیں اور آئندہ سال پھر وہ دگنا ہو جاتا ہے اور آئندہ سال پھر وہ دگنا ہو جاتا ہے تو اس سے میں یہ نتیجہ نکالوں گا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تم نصیحتوں پر پوری طرح عمل کرنے والے ہو اور خدا تعالیٰ کا فضل اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ تمہاری کوئی محنت ضائع نہیں جارہی۔ چنانچہ کئی ممالک ہیں جو مسلسل گزشتہ چار سال سے اسی طرح دگنا اور پھر دگنا اور پھر دگنا نتیجہ دکھاتے چلے جارہے ہیں۔ ہوسکتا ہے ایک موقع پر جا کر یہ رفتار اس طرح تیزی کے ساتھ قائم نہ رہ سکے کیونکہ انسانی استعدادوں کی اپنی حد بندی ہوا کرتی ہے اور یہ لازمی نہیں ہوا کرتا کہ اس طرح ہر جماعت ہر سال اپنے نیک نتائج کو دگنا کر سکے لیکن اب تک بہر حال خدا کے فضل سے یہ نتیجہ ظاہر ہو رہا ہے۔

پھر بعض یورپین ممالک ہیں جن میں تبلیغ کی طرف عملاً کوئی بھی توجہ نہیں تھی لیکن گزشتہ چند سالوں میں حیرت انگیز تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ ناروے ان میں سے ایک ہے۔ بہت چھوٹی سی جماعت ہے۔ ایک زمانے میں چند گنتی کے احمدی تھے لیکن اب خدا کے فضل سے ہر سال ہر جہت میں وہ جماعت پھیلتی چلی جارہی ہے۔ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ بعض عرب ممالک کے بعد، سب سے زیادہ عربوں میں تبلیغ میں وہ جماعت کامیاب ہے اور ایک سے زائد آدمی ہیں جو وہاں کام کر رہے ہیں۔

لیکن جب کینیڈا کو دیکھا جائے تو یہ زمین سخت نظر آتی ہے یہاں سے جواب نہیں ملتا آواز تو یہاں پہنچتی ہے لیکن جس طرح بیج کھیت میں ہر طرف پھیلایا جاتا ہے زمیندار کسی زمین کے ٹکڑے سے کنجوسی تو نہیں کیا کرتا ہر طرف بار بار پھیلاتا ہے۔ یہاں بھی اسی طرح وہ بیج ڈالا جارہا ہے نیک نصیحتوں کا بیج لیکن اُگتے بہت تھوڑے ہیں۔ اتنی تھوڑی تعداد ہے Respond کرنے والوں کی

لبّیک کہنے والوں کی، ہاں میں جواب دینے والوں کی کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ کیا واقعہ ہے۔ جب جماعت کا دورہ کرتا ہوں، دوستوں سے ملتا ہوں تو ان میں مجھے اخلاص بھی دکھائی دیتا ہے سچائی بھی نظر آتی ہے، دین سے محبت بھی دکھائی دیتی ہے، نیک تمنائیں بھی نظر آرہی ہیں لیکن جب دعوت الی اللہ کی طرف بلاتا ہوں تو عجیب بات ہے کہ خاموشی دکھائی دیتی ہے۔اس لئے اپنی کچھ فکر کریں سوچیں کہ کیا وجہ ہے کیوں آپ لوگ ان لوگوں میں شامل ہونے کی تمنا نہیں رکھتے جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ بہت ہی خوش نصیب لوگ ہیں وہ جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے، خدا کے کلام میں ذکر ہے۔سوچیں تو سہی کہ کتنا عظیم مقام ہے اور اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے آپ سے جو توقع کی جارہی ہے وہ ناممکن نہیں ہے اتنا بڑا کام نہیں ہے جو ہو نہ سکے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ بہت سے احمدی جو علمی لحاظ سے بہت کمزور ہیں صرف سچے اخلاص سے کوشش کرتے ہیں اور ہمہ تن مصروف رہتے ہیں تبلیغ کے کاموں میں اور سوچتے رہتے ہیں دعائیں کرتے رہتے ہیں ان کو ضرور پھل ملتا ہے اور بہت بہت بڑے اچھے اچھے پھل ملتے ہیں۔ان کے علم کے مقابل پر نہیں بلکہ ان کے اخلاص کے مقابل پر ان کو پھل ملتا ہے،علم کی بنا پر نہیں بلکہ اخلاص کی بنا پر ان کو پھل ملتا ہے۔اس لئے کچھ نہ کچھ ایسی بات ضرور ہے یا عدم توجہ ہے یا کہیں کوئی اور کمزوری ہے یا دنیاداری کی دلچسپیاں ہیں جنہوں نے اپنی طرف توجہ مائل کی ہوئی ہے لیکن اگر آپ میں سے ہر شخص اس آواز پر لبیک کہنا چاہے تو ہر شخص کے لئے رستہ کھلا ہے۔تبلیغ کے اتنے مواقع دنیا میں پیدا ہوتے رہتے ہیں کہ ایک شخص جو بیدار مغزی کے ساتھ رستے تلاش کرنا چاہے اللہ تعالیٰ خود اس کو رستے مہیا فرما دیتا ہے۔رستہ چلتے کوئی سیر گاہ میں آپ جارہے ہوں سیر کر رہے ہوں سیر تو ہوگی ہی ساتھ لیکن کئی رستے میں ایسے دوست ملتے ہیں جن کے ساتھ علیک سلیک ہو جاتی ہے ان کے ساتھ محبت کا سلوک کیا جائے، اخلاص کا سلوک کیا جائے تو فوری طور پر متوجہ ہوتے ہیں اور چونکہ عام طور پر دوسرے سیر کرنے والے ایک دوسرے سے غیر معمولی حسن واحسان کا سلوک نہیں کرتے اس لئے وہ غیر معمولی طور پر ایسے اخلاق کے مظاہرہ سے متاثر ہوتے ہیں اور اس وقت جو تعلقات قائم ہوتے ہیں اس کے نتیجے میں پھر تبلیغی روابط آگے بڑھ جاتے ہیں۔اسی طرح رستہ چلتے بازار میں جاتے ہوئے، شاپنگ کرتے ہوئے دیگر اپنے کاموں کے دوران جن لوگوں کو شوق پیدا ہو جائے وہ کچھ نہ کچھ نئے لوگ

تلاش کر ہی لیا کرتے ہیں اور کچھ مشکل نہیں ہے اور سارا سال چند دوستوں کو چن لینا ان سے خاص طور پر پیار اور محبت کا سلوک کرنا رفتہ رفتہ ان کو یہ بتانا کہ میں اگر مختلف ہوں تو کیوں مختلف ہوں، اپنی ذات میں ان کی دلچسپی پیدا کرنا اور پھر اس ذاتی دلچسپی کو جماعتی دلچسپی میں تبدیل کر دینا یہ ایک عام بات ہے کوئی بہت مشکل کام نہیں ہے۔ اگر آپ کرنا شروع کریں گے اور دعا کریں گے تو آپ کو بھی آ جائے گا۔ لیکن عموماً میں نے دیکھا ہے کہ لوگ ایک بات کو سن کر اثر قبول کرتے ہیں اور پھر اگر کچھ عرصہ اس اثر سے فائدہ نہ اٹھائیں تو وہ اثر بھی مٹ جایا کرتا ہے پھر نیند آ جاتی ہے پھر اپنی پہلی حالت پر وہ راضی ہو جاتے ہیں۔

تو جب بھی آپ اچھی بات سنتے ہیں وہ وقت ہوتا ہے اس پر عمل کرنے کا اسی وقت کچھ فیصلے کیا کریں، اسی وقت اپنے طرز عمل میں کچھ تبدیلیاں پیدا کیا کریں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نیک نصیحتیں آپ کے اندر نئی روحانی روئیدگی پیدا کریں گی اور آپ کے اندر سے نئی نئی ترقی کی شاخیں پھوٹیں گی، آپ کی وجود میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوں گی جن کے نتیجے میں ماحول میں آپ پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کے اہل ہو جائیں گے۔

اسی طرح اور بھی کئی پہلوؤں سے یہ مثال تبلیغ کے معاملے میں حیرت انگیز طور پر صادق آتی ہے۔ زمینداروں کو تجربہ ہے کہ جب وہ کھیت میں گندم یا کوئی اور بیج ڈالتے ہیں، اس پہ محنت کرتے ہیں جیسا میں نے بیان کیا بعض حصے جواب نہیں دیتے۔ بعض جواب دیتے ہیں لیکن اگر وہ مسلسل محنت کرتے رہیں تو جو پہلے جواب نہیں دیتے تھے وہ بھی جواب دینے لگ جاتے ہیں۔ زمیندار جانتا ہے کہ جس کھیت کی طرف توجہ رکھی جائے وہ آہستہ آہستہ پہلے سے زیادہ Responsive ہونا شروع ہو جاتا ہے اور کچھ اور زمین کے ٹکڑے جو پہلے ناکارہ تھے شامل ہونے شروع ہو جاتے ہیں پھر بنّے کٹ کٹ کے کھیت میں داخل ہونے لگ جاتے ہیں یہاں تک کہ درمیان میں چلنے کی جگہ بھی تھوڑی سی رہ جاتی ہے۔ کھیتوں کے درمیان جو ڈنڈیاں بنی ہوئی ہوتی ہیں اچھے زمیندار جانتے ہیں کہ آہستہ آہستہ وہ بھی کھیت میں داخل ہونے شروع ہو جاتے ہیں جو کلّر زمین ہے اس کا کلّر کم ہونا شروع ہو جاتا ہے جو لیول (Level) نہیں تھی پانی نہیں پہنچتا تھا پھر وہ لیول ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ تو وہ کھیت جن پر محنت کی جائے وہ جواب دیتے ہیں اس لئے بار بار یاد دہانی کرانے کی ضرورت ہے اور بار بار محنت

کی ضرورت ہے۔

امراء کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے اوران کی مجالس عاملہ کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے ، سیکرٹریان تبلیغ کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے۔ صرف ایک دفعہ کی یا دو دفعہ کی نصیحت کافی نہیں ہے۔ آپ سب جو جماعت کے عہدیدار ہیں ، آپ کا جماعت سے واسطہ روز روز کا پڑنے والا ہے۔ میں ہر خطبے میں تو اس بات کو چھیڑ نہیں سکتا اور بہت سے مضامین ہیں جن کی طرف توجہ دینی پڑتی ہے۔ ساری دنیا کے بہت سے مسائل ہیں جن کو باری باری زیر نظر لا کر جماعت کے سامنے رکھنا ہوتا ہے اور نہ میں بار بار یہاں آسکتا ہوں اس لئے جو عہدیدار ہیں وہ ان الزَّرَّاعَ میں داخل ہیں جو میرے ساتھ شامل کئے گئے ہیں ان کو مسلسل توجہ کرنی چاہئے۔ آپ نے دیکھا ہوگا بعض زمیندار خود کھیتوں پر حاضر نہیں رہ سکتے ان کی بڑی بڑی زمینیں ہوتی ہیں۔ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں لیکن اچھے مینیجر رکھتے ہیں اور اچھے مینیجر پھر ان کی نصیحتوں کو یاد رکھتے ہیں جو وہ آکر ہدائتیں دے کر جاتے ہیں ان پر عمل کرواتے ہیں اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن بدن زمیندارہ کی حالت بہتر ہونی شروع ہو جاتی ہے اور اگر مینیجر کمزور پڑ جائیں یا بات سنیں اور بھلا دیں تو پھر وہ دورے بے کار ہو جاتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ مجھے بھی کئی دفعہ بچپن میں سندھ جانے کا موقع ملا۔ آپ جا کر وہاں ایک ایک مہینہ ٹھہرتے تھے۔ بعض دفعہ چند دن صرف موقع ملتا تھا لیکن سب مینیجرز کو ، منشیوں کو بلا کر اوران کے ساتھ محنت کرتے تھے ، ان کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ ان کو سمجھاتے تھے کیا کرنا چاہئے ، کس طرح کرنا چاہئے اور جب واپس جایا کرتے تھے تو کچھ لوگ ان نصیحتوں کو پکڑ کر یاد رکھتے تھے اور کچھ بھلا دیا کرتے تھے شکر کرتے تھے کہ دورہ ختم ہوا اور عزت رہ گئی اور نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ عزت نہیں رہتی تھی اگلے دورے میں پھر وہ ذلیل ہوتے تھے پھر ان کی ساری کمزوریاں سامنے آجایا کرتی تھیں اور وہ اثر کو مٹانے کے لئے اپنی کمزوریوں کو نظر سے اوجھل رکھنے کی خاطر اس وقت نمازوں میں بڑی توجہ کیا کرتے تھے اور بعض تو نمازوں میں خوب رویا بھی کرتے تھے۔

مجھے یاد ہے ایک دفعہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا گھر واپس آکے کہ مجھے پتا لگ جاتا ہے کس نے سارا سال کام نہیں کیا کیونکہ نماز میں جس کی زیادہ رونے کی آواز آتی ہے وہ سب سے نکما ہوتا ہے۔ وہ خدا کے سامنے رات کو روئے تو اور بات ہے مجھے سنا کر کیوں روتا ہے صاف پتا لگتا ہے

کہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کی نیکی سے میں متاثر ہو جاؤں گا اور دنیاوی کاموں میں کمزوریوں کو نظر انداز کر دوں گا لیکن وہ یہ نہیں سمجھتا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اور طرح کی فراست بخشی ہے میں سب باتوں کو پہچانتا ہوں۔ چنانچہ وہ لوگ اپنی نشاندہی خود کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ زیادہ رونے والوں کی فائلیں زیادہ منگواتے تھے اور زیادہ تفصیل سے ان کی نگرانی فرمایا کرتے تھے اور وہ لوگ پکڑے جاتے تھے لیکن وہ لوگ جو سامنے رونے کی بجائے ویسے رویا کرتے تھے۔ ان کی کھیتیوں میں خدا کے فضل سے بڑی برکت پڑتی تھی یعنی خدا کے سامنے رونے کی تخفیف نہیں ہے۔ خدا کے سامنے رونے کی بجائے بندوں کے سامنے رونے کے معاملے کی تخفیف کی گئی ہے۔

چنانچہ ایک اور موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ ایک سال بہت برا سال گزرا ساری کھیتیاں خراب تھیں۔ مختلف اسٹیٹس تھیں تو مختلف اسٹیٹس میں فصلیں خراب تھیں لیکن ایک اسٹیٹ میں جب میں گیا تو وہ بہت اچھی فصل تھی اور وہاں کے مینیجر صاحب کو میں نے بلا کہ پوچھا کہ آپ نے کیا ترکیب کی ہے؟ ساری فصلیں خراب ہیں آپ کی فصل اچھی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ہر کھیت کے ہر ہر کونے پر رو رو کر سجدے کئے ہیں اس کے سوا مجھے کوئی اور ترکیب سمجھ نہیں آتی تھی۔ موسم خراب تھا حالات خراب تھے پانی وقت پر نہیں ملتا تھا اور کوئی پیش نہیں جا سکتی تھی، میں کچھ کر ہی نہیں سکتا تھا ایک علاج مجھے سمجھ آیا کہ میں صبح جاتا تھا صرف کھیت کا معائنہ نہیں کرتا تھا بلکہ ہر کونے پر سجدے کر کے دعائیں کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا دیکھو اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو کیسا قبولیت کا شرف بخشا اور انہی حالات میں بالکل ویسے ہی حالات میں سارے کھیت مرجھائے ہوئے اور کمزور اور ایک مینیجر کے سارے کھیت ٹھیک اور غیر معمولی رونق والے۔

تو پہلے واقعہ میں جو مضمون ہے وہ یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ خدا کی راہ میں رونے والوں کے معاملے کو تخفیف کی نظر سے دیکھا جائے۔ مراد یہ ہے کہ اگر خدا کی راہ میں رونے میں کوئی دکھاوا آ جائے تو رونا بیکار ہو جایا کرتا ہے اور بجائے فائدے کے نقصان دے سکتا ہے لیکن حقیقت میں اگر خدا کی راہ میں رویا جائے تو کھیتوں میں بڑی برکت پڑتی ہے خصوصاً ان کھیتوں میں جو خدا کی خاطر اُگائے جاتے ہیں۔ آپ کو جن کھیتیوں کی طرف میں بلا رہا ہوں وہ تو خدا کی راہ میں لگائی جانے والی کھیتیاں ہیں ان میں بے شک روئیں لیکن مجھے دکھا کر نہیں اللہ کے حضور تنہائی میں اور دعائیں کرنے

کے نتیجے میں آپ دیکھیں انشاء اللہ آپ کے کھیتوں میں کیسی برکت پڑے گی اور کیسے وہ شاداب ہوں گے اور کیسے لہلہاتے ہوئے آپ کے دلوں کو خوش کریں گے۔

یہ مضمون جو ہے یہ ان سب اَلزُّرَّاعَ پر صادق آتا ہے جو کسی ملک کی انتظامیہ سے تعلق رکھتے ہیں، مجلس عاملہ مرکزیہ ہو یا مقامی مجالس عاملہ ہوں کیونکہ میں نے تمام مجالس عاملہ کی ذمہ داری لگائی ہے کہ ہر مہینے وہ تبلیغ کے موضوع کو ضرور زیر بحث لائیں اور کوئی مجلس عاملہ ایسی نہ ہو جس میں مہینے ایک بار ایجنڈے پر یہ مضمون نہ ہو کہ ہم نے تبلیغ کو زیر نظر لانا ہے اور دیکھنا ہے کہ ہم کیا کوششیں کر رہے ہیں؟ ان کوششوں کا کیا نتیجہ نکلا رہا ہے؟ کتنے نئے احمدیوں کو ہم نے داعی الی اللہ بنا دیا ہے اور ایک نیا اعزاز بخشا ہے داعی الی اللہ بنا کے ان لوگوں میں شامل کر دیا ہے جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور کتنے داعی الی اللہ ہیں جو کمزور تھے یا ان کو طریقہ نہیں آتا تھا ان کو ہم نے طریقے سمجھائے ان کی کمزوری کو دور کیا ان کی مدد کی یہاں تک کہ اللہ کے فضل کے ساتھ وہ پہلے سے بہتر داعی الی اللہ بن گئے۔ اس قسم کے مضامین پر غور کرنے کے لئے میں نے ہدایت کی تھی کہ ہر مجلس عاملہ ایک دفعہ اسے زیرِ غور لائے لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ بہت کم ممالک نے سنجیدگی سے اس ہدایت کی طرف توجہ دی ہے اور یہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ اگر آپ خلیفہ وقت کی ہدایت، میں ہوں یا کوئی بھی ہو جو بھی اس منصب پر فائز ہوتا ہے خواہ میرے جیسا کمزور ہی کیوں نہ ہو اگر اس کی ہدایات کو آپ نظر انداز کریں یا تخفیف کی نظر سے دیکھیں گے تو آپ سے برکتیں اٹھ جائیں گی۔

میرا ساری زندگی کا تجربہ ہے یعنی میں تو خلیفہ ابھی چند سال ہوئے بنا لیکن میں نے دو خلافتوں کو دیکھا ہے بڑے غور کے ساتھ اور قریب سے اور میرا ساری زندگی کے تجربے کا نچوڑ یہ ہے کہ خلیفہ وقت کی ہدایت پر اگر آپ اخلاص کے ساتھ سنجیدگی کے ساتھ توجہ دیں گے خواہ آپ کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے تو آپ کے کاموں میں غیر معمولی برکت پڑے گی اور اگر آپ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے بھلائیں گے تو پھر آپ کے کاموں میں سے برکت اٹھ جائے گی۔ جماعت کو اس وقت بڑی تیزی کے ساتھ کام کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے اور کثرت کے ساتھ اَلزُّرَّاعَ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے اس معاملے کی طرف زیادہ سنجیدگی سے توجہ کرنی چاہئے۔

پھر اس مثال کو اور طرح سے بھی پرکھ کر دیکھیں حیرت انگیز وسعت اس مثال میں پائی جاتی

ہے، ایک آیت ہے لیکن اتنا وسیع مضمون بیان ہوا ہے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ بعض کھیتوں پر میں نے کام کر کے دیکھا ہے جب آپ محنت کرتے ہیں بار بار یا زیادہ کھاد ڈالتے ہیں تو بعض جگہ وہ کھاد ضائع جاتی ہے اور بعض جگہوں پر فصل بہت زیادہ اگتی ہے اور ہر محنت میں وہی حصہ جواب دیتا ہے۔ چنانچہ بعض دفعہ بعض ٹکڑوں کا زرخیز ہونا باقی کھیت کے عیب بھی ڈھانپ لیتا ہے۔ چنانچہ میں نے بھی یہ تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ جماعت کو جب بھی تبلیغ کی نصیحت کرتا ہوں زیادہ تر وہی لوگ دوبارہ سامنے آتے ہیں جو پہلے ہی تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں۔ زیادہ تر وہی لوگ اپنی محنت کو اور زیادہ بڑھا دیتے ہیں اور زیادہ کوشش کرتے ہیں، دعاؤں کو بڑھا دیتے ہیں اور ان کے پھل میں اضافہ ہوتا ہے۔ کم ایسا دیکھا گیا ہے کہ جو نہیں کرتے وہ شامل ہو جائے اور ان کی وجہ سے بعض دفعہ باقی کھیت کی جو کمزوری ہے وہ چھپ جاتی ہے۔

ابھی اس امریکہ کے دورے میں بھی میں نے محسوس کیا ہے کہ بعض جماعتوں میں چند آدمی ہیں جو کام کر رہے ہیں اور ان کے کام کے نتیجے میں غیر معمولی طور پر کثرت کے ساتھ تبلیغ ہو رہی ہے، کثرت کے ساتھ غیر احمدی مسلمان، کثرت کے ساتھ غیر مسلم عیسائی اور یہودی اور اس قسم کے دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے جماعت کا لٹریچر پڑھ رہے ہیں جماعت کی مجالس میں شامل ہوتے ہیں اور جب بلایا جاتا ہے تو وہ شوق سے حاضر ہوتے ہیں لیکن اگر آپ غور سے دیکھیں تو وہ چند کام کرنے والے ہیں اور اکثر آدمی ابھی بھی کام نہیں کر رہے لیکن جماعت کے چہرے پر رونق آگئی دور سے دیکھنے والا یہی سمجھتا ہے کہ وہ جماعت غیر معمولی طور پر فعال ہوگئی ہے لیکن جس زمیندار نے دیکھنا ہے اپنی کھیتی کو وہ اس نظر سے نہیں دیکھا کرتا اگر اس نظر سے وہ بھی دیکھے تو اس کی کھیتی ترقی نہیں کر سکتی۔ اس کا زمیندارہ نشو ونما نہیں پا سکتا۔ زمیندار کو اور نظر سے دیکھنا پڑتا ہے وہ یہ دیکھتا ہے کہ کھیت کا کتنا حصہ خالی پڑا ہے۔ کتنے حصے نے محنت کا جواب نہیں دیا اور وہ بعض حصوں کی روئیدگی سے خوش ہو کر مطمئن نہیں ہوا کرتا بلکہ جو کمزور حصے ہیں ان کی طرف نظر دیکھ کر اور فکر مند ہوتا ہے جب تک وہ شامل نہ ہو جائیں وہ اطمینان نہیں پاتا لیکن بعض امراء یہ سمجھتے ہیں کہ اگر رپورٹوں میں بعض لوگوں کے زیادہ کام کو دکھا دیا جائے تو میں مطمئن ہو جاؤں گا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کہہ دیا جائے دیکھیں شکاگو کی جماعت ماشاءاللہ کیسا اچھا کام کر رہی ہے۔ واقعی اچھا کام کر رہی ہے لیکن چند کام کر رہے ہیں۔ اس

بات کو وہ مجھ سے چھپا نہیں سکتے۔ جب میں دورہ کرتا ہوں لوگوں سے ملتا ہوں لوگوں سے تو خدا تعالیٰ مجھے ساتھ دکھا دیتا ہے کہ کون لوگ ہیں کتنا کام کر رہے ہیں اور ساری جماعت اس محنت میں شامل ہے یا چند لوگوں کی محنت باقی جماعت کھا رہی ہے۔ پھر اسی طرح بعض شہروں میں کوئی کام نہیں ہو رہا لیکن سارے ملک کی مجموعی محنت کے نتیجے میں خدا تعالیٰ جو فضل نازل فرما رہا ہے بعض امراء وہی دکھاتے ہیں حالانکہ ان کو یہ دکھانا چاہئے کہ میرے ملک میں کتنے حصے ابھی تک سوئے پڑے ہیں؟ کتنی کھیتیاں ہیں جو بیکار پڑی ہیں اور ان کے لئے میں کیا کر رہا ہوں؟ ان کے لئے میری مجلس عاملہ کیا کر رہی ہے اور میرے ساتھی کس طرح توجہ کر رہے ہیں؟ اس طرف سے نظر ہٹا کر چند لوگوں کی محنت پر خوش ہو جاتے ہیں۔ ان کی محنت پر خوش ہونا تو ضروری ہے لیکن ان کی خاطر، ان کی محنت کے نتیجے میں دوسروں سے خوش ہونے کا کیا مطلب؟ یعنی جنہوں نے کام کیا ہے ان کی محنت پر تو بہر حال خوش ہونا ہے لیکن ان کی محنت کو باقی سب پر تقسیم کر کے سب سے برابر خوش ہو جانا یہ کوئی معقول بات نہیں۔ اس لئے ان کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ لیکن بہر حال میں نے دیکھا ہے کہ جہاں بڑی رونق دکھائی دیتی ہے تبلیغ کے لحاظ سے ان لوگوں میں بھی جب قریب سے جا کر آپ مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک جماعت کا اکثر حصہ فعال نہیں ہے۔ بہت چند گنتی کے لوگ ہیں ہر جماعت میں جو محنت کر رہے ہیں اور ان کے پھل کو اس ساری جماعت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور ساری جماعت پھر فخر کرتی ہے کہ ہاں ہم نے یہ کام کیا ہے حالانکہ چند ہیں جو کام کرنے والے ہیں۔

اس ضمن میں ایک مثال میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ میں سے جو اچھے ہیں جو آپ کی جماعت کی طرف منسوب ہوتے ہیں ان کا پھل بھی آپ اس لحاظ سے بے شک کھائیں کہ وہ آپ کے ہیں لیکن جو اپنا پھل کھانے کا مزہ ہے وہ بالکل اور چیز ہے۔ دوسرے کی کمائی پر پلنا بھی بعض دفعہ جائز ہوتا ہے لیکن جو اپنی کمائی پر پلنا ہے وہ بالکل مختلف نوع کی چیز ہے۔ ایک واقعہ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی کئی دفعہ سنایا میں بھی پہلے سنا چکا ہوں لیکن ہر دفعہ اس میں ایک لذت پائی جاتی ہے، وہ پرانا نہیں ہوتا کیونکہ اس میں گہری حکمت کا راز ہے، وہ میں آج آپ کو پھر سناتا ہوں۔

ایک بزرگ کے متعلق جو تاجر بھی تھے روایت ملتی ہے کہ ان کا بیٹا جب جوان ہوا تو انہوں نے اس کو ایک تجارت کے قافلے کے ساتھ ایک بیرونی ممالک کے سفر کے لئے تیار کیا بہت سا

سامانِ تجارت اس کے ساتھ کیا اور کہا کہ جاؤ اور محنت کرو اور کماؤ اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر پھر واپس آ کر میرے ساتھ مل کر تجارتوں میں حصہ لو۔ اتفاق ایسا ہوا کہ پہلی ہی منزل پر جنگل میں جب اس قافلے نے پڑاؤ کیا تو اس نے ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ جس درخت کے نیچے یا اس کی شاخوں پر جیسی بھی صورت تھی وہ آرام کر رہا تھا اس کے قریب ہی ایک شیر نے ایک شکار کیا اور اس کے بہترین حصے کھا کر باقی سارا جسم جانور کا وہیں چھوڑ کر وہ کہیں چلا گیا۔ جب وہ شیر چلا گیا تو اس کے پیچھے ایک لگڑ بگڑ جس کی پچھلی ٹانگیں ماری ہوئیں تھیں اور وہ خود شکار نہیں کر سکتا تھا وہ ایک جھاڑی سے نکلا اپنی ٹانگیں گھسیٹا ہوا آہستہ آہستہ اس چھوڑے ہوئے شکار کی طرف بڑھا اور اس نے اپنا پیٹ بھرا اور پھر وہ بھی جنگل میں غائب ہو گیا۔ یہ نظارہ دیکھ کر اس نے وہیں سے واپسی کا فیصلہ کیا اور واپس جا کر اپنے باپ سے کہا کہ سب تجارتیں بیکار اور بے معنی ہیں میں نے تو ایک ایسا نظارہ دیکھا ہے جس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ رازق خدا ہے اور وہ سب کو رزق دیتا ہے خواہ وہ رزق کمانے کے قابل ہو یا نہ قابل ہو۔ اس لئے میرا تو دل اچاٹ ہو گیا ہے دنیا کی تجارتوں سے اب میں سب کچھ چھوڑ کر صرف خدا کی یاد میں بسر کرنا چاہتا ہوں۔ ان کے والد بھی بہت بڑے بزرگ تھے خدا سے بہت محبت کرتے تھے لیکن زیادہ صاحبِ عرفان تھے، بیٹے کی نسبت بہت زیادہ صاحب عرفان تھے۔ انہوں نے ساری بات سن کر اسے جواب دیا کہ مجھ سے یہ بات پوشیدہ تو نہیں میں جانتا ہوں کہ خدا رازق ہے مگر میں یہ چاہتا تھا کہ خدا تمہیں وہ شیر بنائے جس کے مارے ہوئے رزق سے دنیا فائدہ اٹھائے وہ لگڑ بگڑ نہ بنائے جس کو اپنی بقا کے لئے شیروں کے شکار کی ضرورت ہو۔ یہ بات اس کے دل میں ایسی پیوستہ ہوئی کہ اس دن سے اس کی زندگی پر ایک انقلاب آ گیا۔

آپ خدا کے وہ شیر ہیں آپ میں سے ہر ایک کا ذکر قرآن کریم میں ان شیروں کے طور پر ملتا ہے جنہوں نے خدا کی راہ میں کچھ Produce کرنا ہے کچھ پیدا کرنا ہے اور بھیک منگّے نہیں بننا لوگوں کے شکار پر زندہ نہیں رہنا بلکہ اپنا شکار خود پیدا کرنا ہے۔ آپ میں سے ہر ایک کو زراع کی جماعت میں داخل ہونا چاہئے اور ہر ایک کو خدا کی راہ میں کچھ پیدا کرنا چاہئے تا کہ لوگ آپ کے شکار سے فائدہ اٹھائیں آپ لوگوں کے مارے ہوئے شکار کی طرف نظریں نہ جمائیں۔

اس شان کی جماعت بننا ہے آپ کو اس لئے یہ ٹھیک ہے کہ آپ کی جماعت میں چند لوگ

بھی اگر کام کریں گے تو ساری جماعت کے چہرے پر رونق آئے گی لیکن آپ ان کی پیدا کردہ رونق کے محتاج ہوں گے، ان کی وجہ سے آپ کا نام بلند ہور ہا ہوگا ان لوگوں میں کیوں نہیں شامل ہوتے جن کی وجہ سے دوسروں کے نام بلند ہوا کرتے ہیں۔

اس لئے ہر جماعت کے فرد کو اس پہلو سے اپنا جائزہ لینا چاہئے اور واقعۃً اس میں کوئی بھی مبالغہ نہیں کہ اگر آپ اپنے طور پر خدا کی راہ میں کھیتی لگانے والوں میں شامل ہو جائیں گے تو اس جماعت میں داخل ہوں گے جن کا ذکر ان آیات میں ملتا ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے کس شان کا رسول ہے اور کس شان کے ساتھی اس نے پیدا کر دیئے ہیں کہ یہ یہ ان کی صفات ہے اور دوسرے دور میں بھی اس کے کچھ ساتھی پیدا ہوں گے جو الزُّرَّاعَ ہوں گے خدا کی راہ میں کھیتی لگانے والے ہوں گے اور ان کی کھیتیاں نشو ونما پائیں گی اور اس کثرت سے وہ پھیلیں گے کہ غیر کے لئے غضب کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ یہ بھی مضمون ہے اس میں غیر کا غضب بیکار ہو جایا کرتا ہے اگر نشو ونما تیز ہو جائے اور اگر نشو ونما کمزور رہے تو پھر غضب کا نقصان بھی ضرور پہنچا کرتا ہے۔ تو نشو ونما کی تیزی کے نتیجے میں صرف غضب کا ذکر فرمایا اس کے نقصان کا ذکر نہیں فرمایا۔ اگر جماعت احمدیہ اس تیزی سے پھیلنا شروع ہو جائے تو ناممکن ہے کہ کوئی حاسد کوئی جماعت کا دشمن جماعت کو کوئی نقصان پہنچا سکے۔ کثرت کے ساتھ اور تیزی ساتھ پھیلنے والی جماعتوں کو کوئی دنیا میں نقصان نہیں پہنچا سکتا جو اپنی جگہ کھڑی ہو جاتی ہیں، جو کمزور پڑ جاتی ہیں نشو ونما بند کر دیتی ہیں ان کو نقصان پہنچتا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم کی اس مثال کا اطلاق اس پہلو سے بھی کھیتی باڑی کے اوپر خوب صادق آتا ہے۔ وہ پودے جو بڑھ رہے ہوتے ہیں ان کے اوپر بھی کیڑے مکوڑے بیٹھتے ہیں لیکن ان کا نقصان نہیں کر سکتے جن کی صحت اندرونی طور پر اچھی ہو ان کے اوپر بھی دوسرے کیڑے حملہ کرتے ہیں لیکن ان کا نقصان نہیں کر سکتے لیکن جو پودے اندرونی طور پر کمزور پڑ جائیں جن کی نشو ونما کھڑی ہو جائے Stinted Growth جس کو کہتے ہیں وہ رک رک کر بڑھیں یا ایک جگہ کھڑے ہوں اس کثرت سے کیڑے مکوڑے ان پر حملہ کرتے ہیں کہ ان کی رہی سہی جان بھی ختم کر دیتے ہیں۔ تنے سے بیماری شروع ہوتی ہے جڑوں تک اُتر جاتی ہے، جڑوں سے شروع ہوتی ہے تو سارے تنے کو کھا جاتی ہے۔ تو

غالباً یہ وجہ ہے کہ قرآن کریم نے دشمن کے غضب کا تو ذکر فرمایا اس کے نقصان کا کوئی ذکر نہیں فرمایا اس لئے کہ مثال ایک ایسی کھیتی سے دی ہے جو بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے، روز روز نئے رنگ دکھا رہی ہے نئی کونپلیں پھوٹ رہی ہیں اور اس کے تنے میں نئی توانائی پیدا ہوتی چلی جارہی ہے۔

اس پہلو سے اگر جماعت احمدیہ ترقی کرنا شروع کرے اور اس کا انحصار ہر فرد جماعت پر ہے یہ یاد رکھنے والی بات ہے عمومی طور پر جماعت احمدیہ سے نہیں ہر فرد جماعت سے۔ اگر ہر فرد جماعت محمد رسول کریم ﷺ کی جماعت میں داخل ہونا چاہے اور ان لوگوں میں شامل ہونا چاہے جو آخرین میں ہو کر بھی پہلوں سے مل گئے تھے تو یہ وہ راز ہے جو قرآن کریم نے ہمیں سمجھایا ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ہر شر اور ہر خطرے سے آزاد ہو جائے گی کوئی دنیا کی طاقت آپ کو سمیٹ نہیں سکتی کسی جگہ۔ سارا کینیڈا خالی پڑا ہے، سارا امریکہ خالی پڑا ہے۔ بہت سے لوگ ہیں یہاں قابل توجہ ان کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور اکثر لوگ ان کی طرف توجہ نہیں کر رہے۔

امریکہ کی جماعت کو میں نے بار بار سمجھایا اور ایک خطبے میں خاص طور پر اس طرف متوجہ کیا کہ بہت سے ایسے امریکن ہیں جن کو کالے امریکن کہا جاتا ہے اور ہم ان کو Afro-American کہتے ہیں یعنی افریقائی امریکن تا کہ وہ کالے کا لفظ جو اپنے اندر داغ رکھتا ہے اس سے ان کو صاف کیا جائے ویسے تو رنگ میں کوئی برائی نہیں لیکن کیونکہ کالے لفظ کے ساتھ ایک تذلیل کا معنی شامل کر دیا گیا ہے اس لئے ہم یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کو کالے افریقین کہا جائے بلکہ کہتے ہیں افریقائی امریکن۔ جو افریقی باشندے ہیں اور آغاز کے لحاظ سے لیکن بعد میں امریکہ میں آباد ہو کر امریکن بن گئے۔ میں نے ان کو سمجھایا کہ آپ نے اس قوم کی طرف توجہ ہی نہیں کی نتیجۃً بہت سے بعد میں آنے والے ان کے بہت سے حصے کو اپنے ساتھ شامل کر گئے حالانکہ وہ آپ کے تھے پہلے، آپ تھے پہلے جو امریکہ میں پہنچے آپ کے یہاں امریکہ میں آنے کے نتیجے میں اسلام داخل ہوا ہے یہاں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب سے پہلا اسلام کا مشن جس جماعت کو کھولنے کی توفیق ملی وہ جماعت احمدیہ تھی لیکن عدم توجہ کے نتیجے میں آپ نے بہت عظیم الشان مواقع اپنے ہاتھ سے گنوا دیئے اب بھی توجہ کریں اور یہ وہ زمین ہے یعنی یہاں بھی اسی آیت کے مضمون کا اطلاق پاتا ہے جو زرخیز ہی نہیں بلکہ بہت جلد جلد بہترین جواب دینے والی زمین ہے، لبیک کہنے والی زمین ہے تھوڑا کام کریں آپ افریقین امریکنوں

پر بہت بڑے نتیجے نکلتے ہیں۔

تو جو زمینیں زرخیز اور نتیجہ خیز ہیں جو تعاون کرنے والی زمینیں ہیں ان کو آپ چھوڑ رہے ہیں اور سفید چمڑی کے پیچھے پڑ گئے ہیں کہ سفید ہوگا تو آپ کو عزت ملے گی۔ عزتیں کون سی ہیں جو دنیا سے تعلق رکھنے والی ہیں۔ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (النساء: ۱۴۰) عزتیں تو ساری کی ساری خدا کی ہیں اور خدا کے ہاتھ میں ہیں جو قوم خدا کے نام پر لبیک کہتی ہے، نیک باتوں کو توجہ سے سنتی ہے اور جلد آگے بڑھتی ہے وہی عزت والی قوم ہے۔ اسی کے آنے سے آپ کی عزت بڑھے گی جو توجہ نہیں کرتے ان کی طرف آپ کا توجہ دینا قرآن کی نصیحت کے منافی بات ہے، قرآنی تعلیم کے منافی بات ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں وہ سورۃ موجود ہے جس میں اس میں اس مضمون کو بیان فرمایا:۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۙ﴿۲﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ؕ﴿۳﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۙ﴿۴﴾ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ؕ﴿۵﴾ (عبس ۱-۴)

اگلا ایک ٹکڑا آیت کا یاد نہیں رہا مگر مضمون یہ ہے کہ خدا تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو یہ سمجھا رہا ہے کہ ایک موقع پر جب حضور اکرم ﷺ ایک سردارِ مکہ سے تبلیغ میں مصروف تھے ایک اندھا صحابی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے آنے کے نتیجے میں رسول اکرم ﷺ نے اس کی طرف توجہ فرمائی ہوگی نتیجہ یہ نکلا کہ جس سردار سے آپ بات کر رہے تھے اس نے تیوری چڑھائی اور اپنے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار ظاہر کئے۔ یہ وہ تفسیر ہے جو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمائی۔

عام طور پر جو مسلمان مفسرین ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ جب وہ اندھا آیا تو آنحضرت ﷺ نے ناپسند فرمایا کہ میں تو ایک سردار سے بات کر رہا ہوں یہ معمولی آدمی اور پھر ہے بھی اندھا یہ آکر مجھے بار بار تنگ کر رہا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے گویا کہ رسول کریم ﷺ سے ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ اس کے آنے پر تم نے تیوری چڑھائی اور ساتھ یہ سمجھایا کہ جو توجہ کرتا ہے اس کی طرف توجہ ہونی چاہئے جو توجہ نہیں کرتا اس کی طرف توجہ نہیں ہونی چاہئے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جیسے کہ میں نے بیان کیا ہے اس مضمون کو اور رنگ میں سمجھا اور اور رنگ میں بیان فرمایا۔ آپ کی تفصیل کے مطابق عَبَسَ کا لفظ ناپسندیدہ لفظ ہے اور آنحضرت ﷺ پر اطلاق پا ہی نہیں سکتا۔ آپ نے یہ تفسیر فرمائی کہ خدا تعالیٰ

یہ بتاتا ہے کہ وہ سردار جس سے حضور ﷺ محو گفتگو تھے اس نے ناپسند کیا کہ ایک ادنیٰ آدمی آیا ہے اور اس کی ناپسندیدگی ظاہر کرتی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس کی طرف توجہ کی ہوگی۔

اس مضمون کو خدا تعالیٰ نے بیان فرماتے ہوئے تمام دوسرے مسلمانوں کو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ جو تمہاری طرف توجہ کرے تم اس کی طرف متوجہ ہوئے کرو، اس کو لطف کی نظر سے دیکھا کرو اس سے پیار کا سلوک کیا کرو۔ جو تمہاری طرف متوجہ نہیں ہوتا اس کے اوپر وقت ضائع کرنے کی بجائے متوجہ ہونے والے کو ترجیح دو۔

اس مضمون کو میں نے امریکہ میں بھی بیان کیا اور آپ کے سامنے بھی رکھتا ہوں۔ وہ قومیں جو پسماندہ قومیں کہلاتی ہیں وہ لوگ جن کو لوگ تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں عموماً دیکھا گیا ہے کہ جب ان تک دین کا پیغام پہنچایا جائے تو وہ جلدی جواب دیتے ہیں جلدی لبیک کہتے ہیں۔ تو یہ سب خدا کی زمینیں ہیں خدا کی نظر میں کوئی بھی گھٹیا اور پسماندہ نہیں ہے اور کوئی بھی ذلیل نہیں ایک ریڈ انڈین اگر آپ کی بات کا جواب دے تو وہی خدا کی نظر میں معزز ہے۔ اس لئے آپ زمینوں کی تلاش میں بھی عقل اور ہوش سے کام لیا کریں۔ جو جلد جواب دیتے ہیں جلد لبیک کہتے ہیں جلد تعاون کرتے ہیں ان کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ جو بار بار بات سننے کے باوجود رسماً توجہ کرتے ہیں اور حقیقی طور پر تبدیلی پیدا نہیں کرتے ان کو نظر انداز کر دیا کریں یا معمولی توجہ دیا کریں اسی نسبت کے لحاظ سے۔ بہر حال یہ مضمون تو بہت ہی وسیع ہے نہ ختم ہونے والا ہے۔

میں آخر پر آپ کو یہی نصیحت کرتا ہوں کہ جو کچھ بھی بار بار آپ کے سامنے پروگرام رکھے جاتے ہیں ان کو توجہ سے سنا کریں انہیں قبول کیا کریں اور عمل کے سانچوں میں ڈھالا کریں اگر آپ یہ کریں گے تو آپ کو تکلیف نہیں ہوگی، آپ کی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوں گی، آپ کو زندہ رہنے کا زیادہ لطف آئے گا، آپ کو ایک موقع پر یہ محسوس ہوگا کہ آپ کی پہلی زندگی بیکار اور بے معنی تھی۔ اب جو زندگی آپ نے بنائی ہے وہ بہت زیادہ پر لطف ہے اور بہت زیادہ معنی خیز ہے بامقصد ہے اس پہلو سے وہ لوگ جو دعوت الی اللہ کی طرف توجہ نہیں دیتے وہ بیچارے قابل رحم ہیں بالکل اسی طرح قابل رحم ہیں جس طرح ایک کلّر والا کھیت یا کسی اور بیماری کے نتیجے میں ایسا کھیت جو بیج کو اگانے کی بجائے اپنے اندر سمیٹ لیا کرتا ہے۔ نصیحت سے فائدہ اٹھانے کی بجائے اسے ضائع کر

دیتا ہے۔ان کھیتوں کی طرف جب نظر پڑتی ہے تو آپ دیکھیں آپ کو ان کے اوپر یا غصہ آئے گا یا رحم آئے گا لیکن جو کھیت زرخیز ہوں ان کی تو کیفیت ہی اور ہوتی ہے، ان کو دیکھ کر نظر تازہ ہو جاتی ہے۔ پہاڑوں کی طرف دیکھیں جن کو خدا تعالیٰ نے رونق بخشی ہے سرسبزی اور ہریاول کی ان کی طرف دیکھنے سے اور لطف آتا ہے جو بنجر اور ویران ہیں ان کی طرف دیکھ کر اور قسم کے خیالات اور جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ تو اس لحاظ سے جماعت کا وہ حصہ جو ابھی زرخیز نہیں ہوا، میری نظر میں اس کی حالت قابل رحم ہے۔ ان کو خود نہیں پتا کہ ان کی زندگی کیسی بے معنی ہے جب وہ زرخیز ہو جائیں گے جب وہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نشو ونما کے آثار ظاہر کریں گے تو وہ خود محسوس کریں گے کہ ان کے اندر ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہو چکا ہے، ان کی زندگی پہلے سے بہت زیادہ پر لطف ہو جائے گی۔

اس لئے اپنے اوپر رحم کریں اور ان نصیحتوں کی طرف توجہ دیا کریں اور ساری جماعت کو بالعموم چاہئے کہ اس معاملے میں ایک دوسرے کو نصیحت کرتی رہے اور یاد کراتی رہے اگر اس طرح کا ردّعمل آپ نصیحتوں پر دکھائیں گے تو انشاء اللہ روز بروز آپ کی حالت تبدیل ہونی شروع ہو جائے گی پھر ہر سال آپ کے اندر حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا ہوں گی تو انائی کا احساس ایک بہت ہی پُر لطف احساس ہے کمزوری کا احساس اگر وہ دعاؤں میں نہ بدلے تو نہایت ہی تکلیف دہ احساس ہے۔

اس لئے اپنے کمزوری کے احساس دعاؤں کے نتیجے میں اور نیک اعمال کے نتیجے میں توانائی کے احساس میں تبدیل کریں آپ کے اوپر دنیا میں ورنہ کوئی رحم نہیں کرے گا، آپ کو ہمیشہ تذلیل کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ آپ دنیا میں کوئی مقام نہیں پیدا کر سکتے جب تک آپ ان رستوں پر نہ چلیں جو توانائی حاصل کرنے کے رستے ہیں۔ یہ دنیا اخلاق کی دنیا نہیں ہے جس میں آپ زندہ ہیں۔ یہ دنیا محض جس کی لاٹھی اس کی بھینس کی دنیا ہے، اس اصول کی دنیا ہے اور وہی قومیں پنپتی ہیں اور عزت پاتی ہیں جو توانا ہو جایا کرتی ہیں یا توانائی کے رستوں پر چل پڑتی ہیں۔ جو قومیں کمزور رہتی ہیں ان کو شاید بعض لوگ رحم کی نظر سے دیکھتے ہوں ورنہ اکثر تو ان کو کھا جانے کی سوچتے ہیں، ان کو اور زیادہ ذلیل و رسوا کرنے کی سوچتے ہیں۔ اس ملک میں جو کینیڈا ہے یا امریکہ، شمالی امریکہ میں اور جنوبی امریکہ میں بھی آپ نے دیکھا ہے کہ کمزور قومیں کس طرح صفحہ ہستی سے ایسے غائب ہو گئیں۔ اس لئے توانائی کا حاصل کرنا ضروری ہے ان رستوں پر چل کر جن رستوں پر خدا نے چلنے کی تلقین

فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا کریں کہ جس کے نتیجے میں ہم روز بروز بڑھنا شروع کریں پھولنا اور پھیلنا اور پھلنا شروع کریں ہمارے اندر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نشو ونما کی ایک انقلابی کیفیت ظاہر ہو جو پہلے سے بالکل مختلف ہو جائے ہمارے بچوں کے چہرے پر بھی ان حالات کو دیکھ کر رونق آجائے، وہ محسوس کریں کے وہ ایک طاقتور جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، بڑھنے اور پھیلنے والی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ تبدیلیاں اگر آپ کے اندر پیدا ہو جائیں گی تو آپ کو زندگی کے نئے لطف آئیں گی جن سے پہلے آپ ناآشنا ہیں خدا تعالیٰ کرے کہ جلد تر ایسا ہو۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا:۔

نمازیں جمع ہوں گی ظہر کے بعد ساتھ ہی عصر کی نماز پڑھی جائے گی۔ میں چونکہ مسافر ہوں میں بھی قصر کروں گا اور وہ سب جو مسافر ہیں وہ بھی میرے ساتھ قصر کریں گے اور مقامی لوگ بغیر سلام پھیرے چار رکعتیں پوری کریں گے۔ یہ اس لئے بتا رہا ہوں کہ بہت سے بچے ناواقف ہوتے ہیں بعض نوجوان بھی وہ سلام پھیر دیتے ہیں ساتھ ہی، اس لئے بار بار بتانا پڑتا ہے۔